ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

قیمت ۲۰ روپے

جلد:۲۶ | ۱۲تا۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/ جون ۲۰۰۷ء | شمارہ:۲۱

قرآن کریم
ایک
صاف وشفاف
آئینہ

دعوت وتربیّت
ایک عظیم الشان فریضہ

مُسلمانوں کے حوالے
سے قادیانی ذہنیت

اُمّت بننے
کی ضرورت

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل ہے:

س:.... اگر اسلامی حکومت میں رہنے والا کافر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی دے تو کیا اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا؟

حدیث میں ہے کہ جو ذمی اللہ کے رسول کو گالی دے اس کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے، وہ واجب القتل ہے۔

ج:.... فقہ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ جو شخص اعلانیہ گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے۔ درمختار اور شامی میں اس کا واجب القتل ہونا نہایت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور خود شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (جن کو غیر مقلد اپنا امام مانتے ہیں) کی کتاب "الصارم المسلول" میں بھی حنفیہ سے اس کا واجب القتل ہونا نقل کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے:

"تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔

یہ رسالہ مجموعہ رسائل ابن عابدین میں شائع ہوچکا ہے۔ الغرض ایسے گستاخ کا واجب القتل ہونا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اور یہ جو بحث کی جاتی ہے کہ اس سے عہد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ یہ محض ایک نظریاتی بحث ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے اور کافر وہ پہلے ہی سے ہے، لہٰذا اس سے ذمہ نہیں ٹوٹے گا، مگر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس کی یہ حرکت موجب قتل ہے۔

اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ شخص ذمی نہیں رہا، حربی بن گیا، لہٰذا واجب القتل ہے۔

پس نتیجہ بحث دونوں صورتوں میں ایک ہی نکلا۔ نظریاتی بحث صرف توجیہ و تعلیل میں اختلاف کی رہی۔ حدیث میں بھی اس کے واجب القتل ہونے ہی کو ذکر فرمایا گیا، اس کے ذمہ ٹوٹنے کو نہیں۔ اس لئے یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں۔

آنحضرت کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کرنا بھی کفر ہے:

س:.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کے باوجود بھی کیا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟

ج:.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے۔ فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے لئے تصغیر کا صیغہ استعمال کیا، تو وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

مردہ دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے:

س:.... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کو دفن کیا جاتا ہے اور دفن کرنے والے لوگ جب واپس آتے ہیں تو مردہ ان واپس جانے والوں کی چپل کی آواز سنتا ہے۔ عذاب قبر برحق ہے یا نہیں؟

ج:.... عذاب قبر برحق ہے، اور مردے کا واپس ہونے والوں کے جوتے کی آہٹ کو سننا صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے۔ (ص:۱۷۸، ج:۱)

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۲۱ ۱۹تا۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ مطابق کیم تا۷/جون ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

اداریہ		۳
قرآن کریم ۔۔۔ ایک صاف شفاف آئینہ	مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ	۶
دعوت و تربیت ایک عظیم الشان فریضہ	مولانا سید محمد رابع حسنی	۹
تحفۂ انسانیت کیلئے ابر کرم	مولانا عبد اللہ خالد قاسمی	۱۰
اخوت و مساوات کے عملی نمونے	ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی	۱۲
امت بننے کی ضرورت	سید علی	۱۴
موسیقی اور نفاق	مولانا بدر عالم میرٹھیؒ	۱۷
خواب غفلت سے بیدار ہونے کی ضرورت	مولانا محمد توفیق	۱۸
شیطان کے دس دوست	مولانا شمس الحق ندوی	۲۰
مجلس عاملہ وفاق المدارس کا اعلامیہ	مولانا حافظ محمد اسحٰق	۲۲
مسلمانوں کے حوالے سے قادیانی ذہنیت	پروفیسر الیاس برنی	۲۴
مفاد پرستی ۔۔۔ منافقین کا شیوہ	مولانا محمد ساجد حسن مظاہری	۲۶

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر محمد انور رانا — کمپوزنگ محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road,Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

انسدادِ قادیانیت کے لئے حکومتی ذمہ داری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

موجودہ حالات میں قادیانیوں کی یہ کوشش ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ وہ دل سے اس بات کے خواہاں اور اس کو عملی شکل دینے کے لئے کوشاں ہیں کہ مسلمانوں پر عائد کئے گئے دہشت گردی کے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سچ ثابت ہوجائیں' مساجد و مدارس کو دہشت گردی اور شدت پسندی کا اڈا ثابت کردیا جائے' مسلم تنظیموں پر پابندیاں عائد کردی جائے اور قادیانیوں کو کھل کھیلنے اور ''جدید اسلام'' کے نام پر انہیں دنیا کو گمراہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ جائز و ناجائز' تمام ذرائع استعمال کررہے ہیں۔ اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کے ذریعہ وہ اپنی غلط سوچ کو دنیا کے سامنے درست ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کی کھلی چھٹی چاہتے ہیں۔

لیکن نتیجہ اس کے قطعی برعکس نکل رہا ہے۔ دنیا بھر میں قادیانیت ایک گالی بن چکی ہے۔ قادیانیوں کے باطل افکار ونظریات پر اب کوئی تھوکنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی سرگرمیاں روز بروز محدود ہوتی چلی جارہی ہیں اور ان کے بلند بانگ دعوؤں کا گراف تیزی سے نیچے آتا جارہا ہے۔ دنیا' قادیانیت کو اسلام باور کرنے سے انکار کرچکی ہے۔ مسلم ممالک قادیانیت کو ایک اسلام دشمن تحریک خیال کرتے ہیں۔ کرپشن کے الزامات میں قادیانیوں کی گرفتاری اور ان سے ملک کو پہنچنے والے کروڑوں روپے ماہانہ کے نقصانات کی خبریں اخبارات کی زینت بن چکی ہیں۔ قادیانیوں کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ثبوت اخبارات و رسائل میں شائع ہوچکے ہیں۔ دہشت گردی کے آلات اور ناجائز اسلحہ سمیت قادیانیوں کی گرفتاری کے واقعات رونما ہوچکے ہیں۔ اسلام دشمن ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے قادیانیوں کے روابط کا پردہ چاک ہوچکا ہے۔

اس صورتحال میں قادیانی جماعت کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے' اور یہ ظاہر ہے کہ چاند پر تھوکا ہمیشہ اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوششیں قادیانیوں کو ان کے آقاؤں سے ورثے میں ملی ہیں۔

قادیانیوں کے دہشت گردوں سے روابط کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یہ ٹولہ شروع ہی سے اسلام اور ملک کا غدار رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس ٹولہ کی وجہ سے ہمیشہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ دہشت گردوں نے مسلمانوں کے خاتمے کی سازش میں قادیانیوں کو اہم ترین مہرے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

امریکی حکومت کی انسانی حقوق کے حوالے سے جاری ہونے والی تمام رپورٹس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والے غلط اور بے بنیاد ریمارکس کی مکمل ذمہ داری قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے' کیونکہ قادیانیوں کے بدنام زمانہ نمائندوں اور وکلاء نے امریکی حکومت کے کارپردازوں سے مل کر انہیں اسلام' مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف بے جا الزامات عائد کرنے اور غلط رپورٹس شائع کرنے پر اکسایا ہے۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دینا جہاں مسلم عوام' علمائے کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے' وہاں حکومت بھی اس سے بری الذمہ نہیں۔ حکومت پر سب سے بڑھ کر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمن قادیانی ٹولے کی سرگرمیوں کا مکمل سدباب کرے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ کسی قیمت پر قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کی اجازت نہ دے' انہیں ملک کے خلاف غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرنے سے روکے' پاکستانی سفارت خانے امریکا' برطانیہ' کینیڈا' جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں قادیانیوں کی پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی رپورٹس اور ان کی بنیاد پر سیاسی پناہ کے حصول کی قادیانی کوششوں کا سفارتی سطح

پر سدباب کریں' پاکستانی سفارت خانوں کو چاہئے کہ وہ ان مغربی ممالک کی حکومتوں پر اصل صورتحال واضح کریں اور یہ بتائیں کہ قادیانیوں کے تمام تر دعوے محض ڈھکوسلا ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں' حکومت پاکستان قادیانیوں کی جانب سے مبینہ طور پر دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے اور بذات خود دہشت گردی میں ملوث ہونے کی اطلاعات کی تحقیقات کرائے' اور جرم ثابت ہونے پر جن قادیانیوں نے دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہے' انہیں عبرتناک سزائیں دے' حکومت میڈیا کے ذریعہ قادیانیوں کی اسلام' مسلمانوں اور وطن عزیز کے خلاف ہرزہ سرائی کا منہ توڑ جواب دے اور دنیا کے سامنے قادیانیوں کے مکروہ چہرے سے نقاب کشائی کرکے انہیں اسلام' پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف غلط رپورٹس کی ترویج واشاعت سے روکے۔ حکومت پاکستان کو اپنی اس آئینی وقانونی ذمہ داری اور اپنے اوپر عائد ہونے والے اس آئینی فریضہ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی انجام دہی کے سلسلے میں کوئی رورعایت نہیں کرنی چاہئے۔

شہدائے ختم نبوت کے قاتلوں کو کیفر کردار کو پہنچایا جائے

ماہ مئی کا اختتام ہوچکا ہے۔ اس ماہ کے نصف آخر میں آج سے سات سال قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا اور تین سال قبل جماعت کی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا گیا۔ فرقہ واریت کو ابھارنے اور ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ایک خاص گروہ سے تعلق رکھنے والے بعض افراد کی گرفتاری عمل میں لائی گئی اور انہیں ان حضرات کا قاتل کہہ کر پیش کیا گیا' مگر علمائے کرام اور عوام الناس نے اس سازش کو ناکام بنادیا۔ جعلی قاتلوں کی گرفتاری کے لئے تو انتظامیہ نے اتنا مستعدی دکھائی' لیکن دوسری طرف اصل قاتلوں کی گرفتاری کے لئے انتظامیہ کبھی بھی سنجیدہ نہیں رہی' ورنہ یہ ناممکن تھا کہ اصل قاتل شہر میں دندناتے پھریں اور حکومت انہیں گرفتار نہ کرسکے۔ یہ قاتل نئے نہیں' یہ وہی قاتل ہیں جنہوں نے پہلے حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کو شہید کیا' بعدازاں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگے' پھر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی رحمۃ اللہ علیہ ان کا نشانہ بنے' اور اسی سال ۹/اکتوبر کو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ان ظالموں کے ہاتھوں مرتبہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

دہشت گردی کے یہ واقعات نہ عام دہشت گردی ہے اور نہ یہ قاتل عام دہشت گرد' بلکہ ان دہشت گردوں کا انداز واردات' ان کی نشانہ بازی اور ان کی مہارت بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ عوام الناس کا خیال یہ ہے کہ یہ واقعات کسی صورت فرقہ واریت نہیں' بلکہ ایک خاص گروہ اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے سامراج سے سازباز کرکے علمائے کرام کا قتل عام کررہا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے تمام طبقات آہستہ آہستہ اس گروہ کی مفاد پرستی سے آگاہ ہوکر ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ جلد ہی فرقہ واریت کے خاتمے اور دہشت گردی کی وارداتوں کو روکنے کیلئے یہ طبقات باہمی تعاون سے کوئی سبیل نکالنے میں کامیاب ہوجائیں۔

لیکن اس مفاد پرست گروہ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ تمام مکاتب فکر کو ایک دوسرے سے دور کردے اور انہیں باہم دست وگریبان کرکے خود لیلائے اقتدار کا مالک بن کر اس کی زلفوں سے کھیلتا رہے۔ شہدائے ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی' حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی رحمہم اللہ کی شہادت نے اس گروہ کے لیلائے اقتدار سے تعلقات کا پردہ چاک کردیا' جس کی پاداش میں اس گروہ نے ان حضرات کو شہید کردیا' لیکن انشاء اللہ! وہ وقت بھی آئے گا جب اسلام دشمن گروہ کے تمام اراکین اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے اور اپنے گھناؤنے جرائم کی پاداش میں سزا کے مستوجب ٹھہریں گے۔ اس موقع پر ہم حکومت سے ایک مرتبہ پھر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ شہدائے ختم نبوت کے اصل قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں' نیز ان سے قبل اور ان کے بعد شہید ہونے والے تمام علمائے کرام کے قاتلوں کو بھی گرفتار کرکے کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

قرآن کریم......ایک صاف وشفاف آئینہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میں نے ایک عزیز دوست سے سورۂ انبیاء کی تلاوت سنی تو اس کی ایک عبرت آموز آیت نے میرے ذہن میں بے شمار معانی کے دریچے کھول دیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے' جس میں تمہارا تذکرہ ہے' تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟''
(الانبیاء:۱۰)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف' سچا وفادار اور دیانت دار آئینہ ہے' جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے' معاشرہ میں اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے' معاشرہ میں اپنے مقام کو پہچان سکتا ہے اور خدا کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کرسکتا ہے' کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق وصفات بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویر موجود ہیں: ''فیہ ذکرکم'' یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے' تمہارے حالات و اوصاف مذکور ہیں' جیسا کہ بہت سے علماء نے سمجھا ہے' سلف قرآن کو ایک زندہ' بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے' ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی' جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا زندہ لوگوں سے' بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار و لامحدود نمونوں سے' جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں' کوئی تعلق نہ ہو۔

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق واوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے' ہر چیز ان کے سامنے روشن اور عیاں ہوتی تھی' وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے' اسی عجیب وغریب کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق واطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے' اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پا جاتے تھے اور پہچان لیتے تھے' اگر ذکر خیر ہوتا تو خدا کا شکر ادا کرتے اور اگر کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؒ کا واقعہ:

اس آیت کی تلاوت پر مجھے سیدنا احنف بن قیسؒ کا ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت احنف بن قیسؒ کبار تابعین میں سے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مخصوص ترین اصحاب میں ان کا شمار ہے' حلم میں ضرب المثل تھے' مگر اس کے باوجود جب غصہ ہوجاتے تو ان کی غیرت و حمیت میں جوش آجاتا' لوگ کہتے تھے کہ جب احنف کو غصہ آتا تو ان کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں غضبناک ہوجاتی ہیں۔ یہ واقعہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن النصر المروزی (متوفی ۲۷۵ھ) کی تصنیف ''قیام اللیل'' میں پڑھا ہے۔ مصنف' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں تھے اور گمان غالب ہے کہ اس کتاب کی تالیف آپ ہی کے شہر بغداد میں ہوئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت احنف بن قیسؒ تشریف فرما تھے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو چونک پڑے اور فرمایا: ذرا قرآن مجید لانا' میں اپنا ذکر تلاش کروں اور معلوم کروں کہ میں کس کے ساتھ ہوں؟ اور کس سے مشابہ ہوں؟ قرآن مجید کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی' جس میں کچھ لوگوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رات کو تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہوتا تھا۔'' (الذاریات۱۷تا۱۹)

پھر یہ آیت گزری:

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے' اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (السجدہ:۱۶)

پھر ان کے سامنے ایک گروہ آیا' جس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

''اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرکے عجز وادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔'' (الفرقان:۶۴)

پھر ان کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا‘ جس کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے:

''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں‘ اور غصہ کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں‘ اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔'' (آل عمران:۱۳۴)

پھر ان کے سامنے کچھ نمونے آئے‘ جن کا تعارف اس طرح کرایا گیا:

''اور دوسروں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں‘ خواہ ان کو خود احتیاج ہو‘ اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا‘ تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔'' (الحشر:۹)

پھر یہ آیت سامنے آئی:

''اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں‘ اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں‘ اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں‘ اور نماز پڑھتے ہیں‘ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں‘ اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے‘ اس میں خرچ کرتے ہیں۔''

پھر رک گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! یہاں تو میں اپنے آپ کو نہیں پارہا ہوں‘ اور دوسری جگہ تلاش کرنا شروع کیا تو اس جماعت کا تذکرہ دیکھا:

''ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں‘ تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔'' (الصّٰفّٰت:۳۵‘۳۶)

پھر ان کا ذکر گزرا:

''اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے‘ تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں‘ اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے‘ خوش ہوجاتے ہیں۔'' (الزمر:۴۵)

پھر ان حضرات کا تذکرہ سامنے آیا‘ جن سے سوال کیا جائے گا:

''تم دوزخ میں کیوں پڑے‘ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اہل باطل کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے‘ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔'' (المدثر:۴۲‘۴۷)

پھر ٹھہر گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔''

اس کے بعد ورق الٹتے رہے اور تلاش کرتے رہے‘ آخرکار جب اس آیت پر نظر پڑی:

اور کچھ لوگ اور ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں‘ انہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملا جلا دیا تھا‘ قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے‘ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔'' (التوبہ:۱۰۲)

تو فرمانے لگے: ''خداوندا! میں انہیں لوگوں میں سے ہوں۔''

ہم بھی اپنا تذکرہ تلاش کریں:

آیئے ہم بھی اپنا ذکر اور اپنی تصویر پوری دیانتداری اور سنجیدگی سے قرآن میں تلاش کریں‘ قرآن بشیر بھی ہے اور نذیر بھی‘ صالحین کے ساتھ کفار و مشرکین کا بھی تذکرہ اس میں موجود ہے‘ قرآن افراد اور جماعتوں دونوں کی تصویر کشی کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''اور کوئی شخص تو ایسا ہے‘ جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دل کش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ بناتا ہے‘ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے‘ تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی نسل) کو نابود کردے‘ اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا‘ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کرو‘ تو غرور اس کو گناہ میں پھنسادیتا ہے‘ سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے‘ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' (البقرہ:۲۰۴‘۲۰۶)

پھر اس کے بعد ارشاد ہے:

''اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے‘ اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔'' (البقرہ:۲۰۷)

ایک جماعت کا ذکر اس طرح ہے:

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا‘ تو خدا ایسے لوگ پیدا کردے گا‘ جن کو وہ

دوست رکھے‘ اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں‘ خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں‘ یہ خدا کا فضل ہے‘ وہ جسے چاہتا ہے‘ دیتا ہے‘ اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔‘‘ (المائدہ:۵۴)

ایک دوسری جماعت کا تذکرہ اس طرح ہے:

’’مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں‘ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا‘ اس کو سچ کر دکھایا‘ تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔‘‘ (الاحزاب:۲۳)

ناشکری‘ احسان فراموشی‘ غرور اور حسن سلوک کا جواب بدسلوکی سے دینے کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے فرماتا ہے:

’’کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا‘ جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا‘ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔‘‘

اور اس کی مثال ایک بستی سے دیتا ہے‘ جس نے خدا کی نعمتوں کو فراموش کر دیا اور جس کے افراد اپنی خوشحالی پر اترانے لگے۔

ارشاد عالی ہوتا ہے:

’’اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی‘ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا‘ مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی‘ تو خدا نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔‘‘

لازوال انسانی اور اخلاقی نمونے:

یہ انسانی اور اخلاقی نمونے جو قرآن نے مختلف ناموں سے پیش کئے ہیں‘ کہیں کسی مطلق العنان فرمانروا کے نام سے مثلاً فرعون‘ کہیں کسی سرکش وزیر یا امیر کے نام سے مثلاً ہامان‘ کہیں کسی متکبر اور بخیل سرمایہ دار کے نام سے مثلاً قارون‘ کہیں کسی ظالم وجابر قوم کے نام سے مثلاً عاد‘ کہیں کسی مشہور اور ماہر صنعت قوم کے نام سے مثلاً ثمود‘ یہ تمام لازوال انسانی نمونے ہیں‘ جو کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں‘ اور یہ تمام نمونے انسانی فطرت کے مختلف کمزور پہلوؤں اور گوشوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے ان افراد اور جماعتوں کے انجام پر بھی روشنی ڈالی اور صفائی کے ساتھ کہا کہ جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا اور ان کو اپنا رہنما اور قائد تسلیم کرے گا‘ اس کا انجام وہی ہوگا‘ جو ان افراد اور جماعتوں کا ہوا:

’’جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں‘ ان میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے‘ اور خدا کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔‘‘

(الاحزاب:۳۸)

☆☆..........☆☆

نعت شہ ابرار ﷺ

قاری محمد اسحٰق حافظ سہارنپوری

نعت لکھتا ہوں شہِ ابرارؐ کی — سرورِ دیں‘ احمد سردار کی
سارے عالم میں جو ہے پھیلی ہوئی — روشنی ہے آپؐ کے کردار کی
مدح کرتا ہے خدائے دو جہاں — دین حق کے سید و سردار کی
اہل دل محسوس کرتے ہیں جسے — وہ ہے خوشبو ہاشمی گلزار کی
آپؐ ہیں خیرالوریٰ‘ ختم رسلؐ — کیا فضیلت ہو بیاں سرکار کی
اللہ اللہ کیا نرالی شان ہے — سید لولاک کے دربار کی
روضہ اطہر پہ ان کے رات دن — ہو رہی ہیں بارشیں انوار کی

حافظ اہل معرفت کے واسطے
ہے ضرورت بوذرؓ کردار کی

دعوت وتربیت......ایک عظیم الشان فریضہ

یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور وہ خود اس کا نظام چلا رہا ہے' لوگوں کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے چیزوں کو اسباب کے طور پر استعمال کرنے کا حکم بھی اس نے دیا ہے۔ اچھے کام کرنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں اور غلط کام کرنے کے بھی' جو لوگ اسباب کے ذریعہ کام کرتے ہیں' دنیوی وسائل اختیار کرتے ہیں' لیکن بھروسا خداوند قدوس پر رکھتے ہیں' تو خداوند قدوس ان کے کاموں میں برکت عطا فرماتا ہے اور ایسی جگہ سے انہیں رزق عطا کرتا ہے کہ انہیں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

دعوت وتربیت کا کام بھی نہایت اہم کام ہے' یہ دونوں چیزیں انسانوں کی اصلاح کے لئے بنیادی ہیں' اور ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دعوت وتربیت کو جوڑا اور انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہ ادا کیا' اور یہی کام معلم کا ہے۔ معلم کے معنی حقیقت سے واقف ہونے کے ہیں یعنی معلم وہ ہے جو حقیقت سے واقف ہو اور دوسروں کو واقف کرائے۔ دنیا کی کامیابی کا معاملہ ہو یا آخرت کی کامیابی کی بات ہو' معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو اس کی حقیقت سے واقف کرائے اور وہ بتائے کہ آخرت کی کامیابی کو ترجیح دیتے ہوئے دنیا کی کامیابی حاصل کی جائے تو یہ بہتر ہے' نیز اس بات سے معلم اپنے شاگردوں کو روشناس کرائے کہ دنیا کی کامیابی یاد الٰہی اور عبادت کے ساتھ ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

ایک اچھے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ایسی ایسی قیمتی باتیں بتائے اور سکھائے جس سے وہ آخرت میں کامیاب ہو سکیں' کیونکہ بچہ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے سیکھنے اور اخذ کرنے' بلکہ جذب کرنے کی مکمل صلاحیت رکھی ہے' اس کی مثال جاذب کی طرح ہے کہ اگر اس کو اچھی صحت ملے' اچھا معلم ملے' اچھے احباب ملیں' اچھا معاشرہ ملے' اچھا ماحول ملے' تب بچہ اچھا بنے گا' استاد اگر اچھا ہے تو اس کا اچھا اثر پڑے گا' اور بچہ کی شخصیت میں نمایاں فرق ہوگا۔

دراصل تعلیم کا مطلب ہی بچہ کو اچھی اور قیمتی باتیں بتانا' سکھانا' سمجھانا اور اچھا بنانا ہے' اور علم کا مطلب ہے حقیقت سے واقف ہونا' جاننا اور مان لینا'

مولانا سید محمد رابع حسنی

اور جب بچہ حقیقت سے واقف ہوگا تو خطرہ سے محفوظ رہے گا اور صحیح زندگی گزارے گا۔

ایک نیک اور صالح استاذ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو حقیقت سے واقف کرائے' حقائق کو دلوں میں اتار دے' حماقت سے نکال کر سمجھدار بنا دے اور تاریکی سے نکال کر روشنی اور نیکی کے راستہ پر ڈال دے' جیسے ہمیں یقین ہے کہ آگ جلا سکتی ہے اور جلا دیتی ہے' اگرچہ اس نے ابھی جلایا نہیں ہے' لیکن آگ کے بارے میں علم اور واقفیت ہے کہ وہ جلا سکتی ہے اور جلا ڈالتی ہے' اسی طرح ہمیں یقین اور فکر ہو کہ آخرت میں جہنم کی آگ جلا ڈالے گی' لہٰذا اس کی حقیقت سے واقف کرانا ایک معلم کا فرض ہے' بیماری کی تلافی ہے' لیکن موت کی کوئی تلافی نہیں' دنیا کی ناکامی کی تلافی تو ممکن ہے لیکن آخرت کی ناکامی کی کوئی تلافی نہیں۔ اس لئے آخرت کے بارے میں ہر وقت فکر مند رہنا اور دوسروں کو فکر دلاتے رہنا چاہئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اور آپ کو علم کا کام دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے' معلم جو کچھ اپنے شاگردوں کو دیتا ہے' دراصل اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالتا ہے اور وہ سکھاتا ہے' تو اس میں عملاً اللہ تعالیٰ کا کمال ہوتا ہے' معلم کا کمال نہیں ہوتا' وہی معلم کے دل میں القاء کرتا ہے۔ انبیاء اور واعظین کا کام بھی دعوت وتعلیم وتربیت تھا اور انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہ ادا کیا۔

اگر ہماری نیت یہ ہے کہ ہم اللہ کے واسطے پڑھا رہے ہیں اور ہمارے عزیز طلباء اور شاگرد اللہ کے راستہ پر پڑ جائیں' غلط راستہ سے بچ جائیں تو یہ بہت بڑا کام ہے اور یہ بڑی شرافت اور سعادت مندی کا کام ہے' اس لئے یہ کام یکسوئی کے ساتھ اجر آخرت اور رضا الٰہی کے لئے کریں' اس میں جتنی بھی مشقت اٹھائیں' سب اللہ کے واسطے سمجھیں' مقصود ذاتی راحت وآرام نہ ہو' بلکہ مقصود رضائے الٰہی ہو' اور درحقیقت درس وتدریس اور دعوت وتعلیم کا کام نہایت عظیم الشان اور اعلیٰ ترین کام ہے۔ لہٰذا اس کو اعلیٰ طریقہ سے کرنا چاہئے' اگر اس کو اعلیٰ طریقہ سے کیا جائے گا تو اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا' اور اس راستہ میں اگر کچھ تکلیف پہنچے اور وقتی آزمائش پیش آئے' تو اس کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ ☆☆......☆☆

تشنہ لب انسانیت کے لئے ابر کرم

جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا' میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دارجدید مظاہر علوم سہارنپور کی مسجد جارہا تھا' تین بے ریش آدمی جن کی شکل وشباہت سے ان کا مسلمان ہونا بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا' ان میں سے ایک کہنے لگا: بھائی! جلدی چلو' اگر میرا یہ تیسرا جمعہ بھی چھوٹ گیا تو میرا ایمان ختم ہوجائے گا۔

اس کا یہ جملہ سن کر میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا کہ بظاہر شکل وصورت غیر اسلامی' عمل وکردار سے محروم شخص' لیکن پھر بھی ایمان چلے جانے کا کتنا خوف ہے؟

اردو کے مشہور شاعر اختر شیرانی شراب و کباب کی بدمستیوں کے انتہائی خوگر تھے اور شراب ان کی زندگی کا لازمہ تھی' ایک مرتبہ لاہور کے ایک ہوٹل میں اختر شیرانی شراب میں مست و بے خود ہوکر علم وفن کی اونچی اونچی اور قدآور شخصیات پر اپنی انا کی بنیاد پر علمی وفکری برتری کو بیان کررہے تھے' لوگ مختلف فلاسفہ اور شعراء کے بارے میں سوال کرتے اور آپ کسی کو خاطر میں نہ لاتے' اچانک ایک کمیونسٹ مزاج آدمی نے سوال کردیا کہ اختر صاحب! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اتنا سنتے ہی اختر شیرانی' جو شراب میں پور پور ڈوبے ہوئے تھے' اچانک گویا ہوش میں آگئے اور ایک زبردست طمانچہ اس شخص کے رسید کیا اور کہا کہ: کم بخت! تم میرا ایمان ہی ختم کردینا چاہتے ہو؟ یہی نام تو میرا آخری سہارا ہے' یہ کہہ کر مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور پوری رات زار و قطار روتے رہے۔

دراصل ایمان واسلام اور توحید' اللہ رب العزت کی طرف سے انسانوں کے لئے وہ عظیم الشان نعمت ہے' جس کا کوئی بدل نہیں' جب یہ بیش بہا دولت انسان کو مل جاتی ہے' تو چاہے عمل وکردار سے کتنی ہی محرومی ہو' لیکن اس کی حفاظت

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

کا پاس ولحاظ دل کے کسی نہ کسی گوشے میں باقی رہتا ہے' اس لئے کہ ایمان وتوحید کی دولت انسان کو سکون دل اور اطمینان قلب کی نعمت سے مالا مال کردیتی ہے۔

انسانیت ہمیشہ' ہر دور میں سکون قلب اور اطمینان خاطر کی خواہاں رہی ہے' تمام آسمانی مذاہب کی تعلیمات کا اساسی مقصد بھی یہی رہا ہے کہ انسان کو سکون واطمینان کی فضا میسر ہو اور وہ سعادت دارین حاصل کرسکے' چنانچہ انسانیت جب تک ان خدائی اصولوں پر عمل پیرا رہی' اسے سکون اور اطمینان قلب حاصل رہا اور اسی کی بنیاد پر ان کا معاشرتی نظام نہایت مستحکم اور پرامن رہا' اور جس دور میں بھی خالق کائنات کے بتائے ہوئے اصولوں سے انسانیت منحرف ہوئی اور خدائی احکامات سے برگشتہ ہوئی' تو اضطراب قلب میں مبتلا ہوگئی۔

مغربی دنیا نے اللہ رب العزت کے بتائے ہوئے قوانین کو فرسودہ خیال کیا اور تہذیب جدید کے حسین عنوان سے اپنا ایک ضابطہ حیات اور اصول زندگی مرتب کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا' لیکن ان خود ساختہ قوانین اور اصول حیات نے ان کا چین وسکون غارت کردیا۔

دولت کی ریل پیل اور دبیز مخملی قالینوں پر بھی انہیں چین وسکون کی نیند نہ آسکی' تو نائٹ کلبوں اور ہوٹلوں کی رنگین فضا میں انہوں نے رات گزارنا شروع کردیا' جب دل کی دنیا اور ویران ہوگئی' تو ٹی وی' وی سی آر اور سنیما کے شہوت انگیز اور فحش مناظر سے اس کا تدارک کرنا چاہا' پھر جب روح کی پیاس اور بڑھ گئی' تو اس کو بجھانے کے لئے شراب رنگین کے بلوریں جام ہاتھوں میں تھام لئے' جب روح کا اضطراب مزید بڑھ گیا' تو اخلاقی حدود اور تقدس واحترام کی تمام حدود کو پار کرکے اپنی ماؤں' بیٹیوں سے خلوت میں پہلو گرم کرنا شروع کیا۔ غیر اسلامی طرز معاشرت اور طریقہ زندگی اختیار کرکے جب مغربی تہذیب اپنے خنجر سے خود اپنے آپ کو ذبح کرچکی' شاخ نازک پر آشیانہ کی ناپائیداری کا ادراک کرچکی' اخلاقی قدروں کی پامالی کی وجہ سے جب مکمل اضطرابی کیفیت کا شکار ہوچکی' چین و سکون اور اطمینان خاطر کی بیش بہا دولت سے محروم

ہو چکی' تو بڑی تیزی سے اسلام و ایمان کی گھنی اور ٹھنڈی چھاؤں میں راحت و سکون کا سانس لینے پر آمادہ ہو گئی۔

چنانچہ گزشتہ بیس برس کے اندر اندر اپنے افکار و نظریات اور اپنی خود ساختہ تہذیب و معاشرت کے اندھیاروں میں دن رات بھٹکنے کے بعد اب یورپی اور امریکی عوام کا رجحان اسلام کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایک امریکی روزنامہ ''لاس اینجلس ٹائمز'' اپنے ایک سروے میں لکھتا ہے کہ شمالی امریکا میں اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اسی اخبار کے ایک سروے کے مطابق امریکا میں ان مسلمانوں کی تعداد' جو مساجد میں پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں' پانچ لاکھ ہے' جب کہ اسی سروے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کا دس فیصد ہی مساجد میں پابندی سے نماز ادا کرتا ہے' لہٰذا امریکا میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔

اسی طرح لندن ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ آٹھ سالوں میں دس ہزار برطانوی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے' جن میں خواتین کا تناسب ۶۲ فیصد ہے' حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ عام ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے' لیکن اس نظریہ کے برخلاف مغربی ماحول کی پروردہ خواتین نے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو قبول کر لیا ہے' جرمن خاتون حنا کے بقول اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں' وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے' بیلجیم کی نومسلمہ رابعہ کہتی ہیں کہ مسلمان خاندانوں میں خواتین کا بڑا احترام کیا جاتا ہے' جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی جاتی ہے' ماں' دادی اور نانی کی حیثیت سے ان کے احترام و تقدس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اسلام تو دنیا میں ایک ابر رحمت بن کر آیا ہے تاکہ کشت زار آدمیت کو وہ آب حیات عطا کرے' جو ابد تک سکون اور اطمینان خاطر کا موجب ہو۔ اسی لئے معاشرتی استحکام' اقدار و حقوق کی پاسداری' اسلامی تعلیمات میں جس وافر مقدار میں ہے' دنیا کے دیگر مذاہب و نظریات اس سے تہی دامن ہیں۔

لندن ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ آٹھ سالوں میں دس ہزار برطانوی باشندوں نے اسلام قبول کیا' جن میں خواتین کا تناسب ۶۲ فیصد ہے' حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ عام ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے' لیکن اس نظریہ کے برخلاف مغربی ماحول کی پروردہ خواتین نے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو قبول کر لیا ہے' جرمن خاتون حنا کے بقول اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں' وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے' بیلجیم کی نومسلمہ رابعہ کہتی ہیں کہ مسلمان خاندانوں میں خواتین کا بڑا احترام کیا جاتا ہے' جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی جاتی ہے' ماں' دادی اور نانی کی حیثیت سے ان کے احترام و تقدس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے

ریاض' سعودی عرب سے شائع ہونے والے رسالہ ''الدعوۃ'' نے فرانسیسی وزیر داخلہ کی ایک رپورٹ شائع کی تھی' جس میں انہوں نے اعتراف کیا کہ یہاں مسلمان جن محلوں میں مساجد تعمیر کرتے ہیں' وہاں جرائم حیرت انگیز حد تک کم ہو جاتے ہیں' اپنے اسی سروے کو بنیاد بنا کر فرانسیسی وزیر داخلہ نے مساجد کی تعمیر کی عام اجازت دے دی اور سرکاری طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ فرانس اور یورپی ممالک جرائم پر قابو پانے کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کر کے بھی وہ مقصد حاصل نہیں کر پاتے' جو مساجد سے حاصل ہوتا ہے۔

وہ معاشرہ جس میں اپنے نظریات اور اپنے افکار کو ہی تعمیر ملت کا سبب سمجھا جا رہا تھا (جب کہ نتیجہ بالکل برعکس نکلا)' اب کچھ مخلص بندگان خدا کی سعی و کوشش سے کس طرح اپنے افکار و نظریات اور اس کے اصولوں کی طرف مائل ہو رہا ہے' آخر کوئی تو بات ہے کہ آفتاب اسلام کی شعاعوں سے یہ برف پگھلنے لگی۔

دراصل اسلامی تعلیمات' تشنہ لب انسانیت کے لئے واقعی ایک ابر کرم ہے' جو تشنہ کامی کا سامان فراہم کر کے بنی نوع انسانی کو تر و تازہ بنا دیتی ہیں اور معاشرتی نظام کو استحکام عطا کر کے طمانیت قلب اور سکون خاطر کی دولت مہیا کر دیتی ہیں۔

☆☆..................☆☆

اخوت و مساوات کے عملی نمونے

ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی

دنیا کے ادیان و مذاہب میں اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس نے دورِ اوّل ہی میں شریعت' احکام اور اخلاق کے اعلیٰ نمونے پیش کیے اور ایک ایسا معاشرہ تیار کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا' جو تا قیامت مثال' نظیر اور نمونے کے طور پر قائم و دائم رہے گا۔

کون نہیں جانتا کہ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا اور یہ اخوت مرتے دم تک قائم رہی۔ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو اپنی ملکیت جائیداد اور کاروبار میں سے نصف حصہ دے دیا' یہاں تک کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں' تو اس نے اپنے مہاجر بھائی کو اختیار دیا کہ جو بیوی اس کو پسند ہو' اسے اپنے نکاح میں لے آئے' اس کی پسند کے بعد انصاری بھائی نے اپنی اس بیوی کو طلاق دیدی اور کتاب و سنت کے مطابق مہاجر بھائی سے اس کی شادی کرنے میں پورا تعاون کیا' اسی طرح اسلام نے رنگ و نسل' قوم و ملک کے امتیاز کو ختم کر کے سب کو برابر' یکساں اور مساوی قرار دیا' اگر کوئی فضیلت و امتیاز حاصل ہوا' تو صرف صلاح و تقویٰ کی بنیاد پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔"

ترجمہ:...... "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے' جو متقی و پرہیزگار ہو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں نہ صرف مساوات و اخوت کی واضح خطوط و علامات بیان فرمائیں' بلکہ دنیا میں سب سے پہلے حقوق انسانی کے وثیقے کا اعلان فرمایا:

"لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے' کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر کوئی برتری حاصل نہیں' مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔"

آیئے اسی اعلان کی روشنی میں ہم اسلامی معاشروں میں عملی نمونے بھی دیکھتے چلیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بہت بڑی تعداد جمع تھی' جن میں وہ قبائل اور ان کے بارعب اور بڑے جاہ و جلال کے سرداران بھی جمع تھے' جو پہلے ہر ایک کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا پسند نہ کرتے تھے' مگر منیٰ' میدان عرفات اور مزدلفہ میں نماز کی صفوں میں اور مسجدوں میں ایک ساتھ' ایک وقت اور یکساں طور پر اٹھتے بیٹھتے اور نماز ادا کرتے تھے' اور کسی قسم کی کوئی کدورت' نفرت اور حقارت کا مظاہرہ نہ ہوا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

آیئے وہ دیکھئے مقدس کعبہ کے اوپر چھت پر کون کھڑا ہے؟ اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اذان کا حکم دیا۔ ارے یہ تو بلال حبشیؓ ہیں' جو اسی مکہ میں ایک سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے اور سیاہ فام ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ اچھوتوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد اسی امیہ بن خلف اور اس کے گھرانے کے سردار ابوجہل اور صفوان بن امیہ نے سخت اذیتیں پہنچائی تھیں اور ان کی زبان مبارک سے "احد' احد" کی آواز نکلتی رہی۔ آج ان کو اسلامی معاشرے میں یہ عزت حاصل ہو رہی ہے' یہ اسلام کی عظمت اور مساوات و اخوت اسلامی کا عملی نمونہ ہے کہ دور جاہلیت کا ایک سیاہ فام غلام' اہل جاہلیت کے نزدیک بھی مقدس حرم کی چھت پر پیروں کے بل چلتا ہے اور اس پر کھڑا ہو کر اذان پوری کرتا ہے۔ اہل جاہلیت نے اپنی آنکھوں سے اسلام کے اس عظیم کردار کا مشاہدہ کر لیا' کیا بزعم خود ترقی یافتہ مہذب مغربی دنیا آج بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ کہ جس میں علم' فضل' عقل و اخلاق اور ایمان کی بنیاد پر انسان عظمت و برتری کی چوٹی پر پہنچ جائے' نہ کہ سفید کھال اور گورے چہرے مہرے کے طفیل میں۔ یہاں تو اگر ایمان و عمل نہیں تو انسان کا سفید فام ہونا آگے نہیں

بڑھ سکتا اور کسی کو سیاہ فام ہونے کی وجہ سے پیچھے نہیں ہونا پڑے گا۔

لشکر اسلام حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں مصر فتح کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے اور بابلیوں کے قلعہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مصر کا بادشاہ مقوقس' مسلمانوں سے گفت وشنید کے لئے ایک وفد بھیجتا ہے' جو مطالبہ کرتا ہے کہ ہمارے بادشاہ سے گفتگو کے لئے کوئی وفد روانہ کیا جائے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ دس آدمیوں پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیتے ہیں اور اس کا سربراہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو منتخب کرتے ہیں' حضرت عبادہؓ لمبے چوڑے' سیاہ فام انسان تھے۔ جس وقت مقوقس کے دربار میں وفد داخل ہوتا ہے' مقوقس' حضرت عبادہؓ کے ڈیل ڈول اور جسم کی سیاہی سے خوفزدہ ہو جاتا ہے' گھبرا کر کہتا ہے کہ اس کالے آدمی کو دور ہٹاؤ اور کسی دوسرے کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آگے بڑھاؤ؟ مسلم وفد کے افراد جواب دیتے ہیں: یہ سیاہ فام ہمارے سردار ہیں' ہم سب سے بہتر اور ہم سب میں سب سے زیادہ ذی علم اور اچھی رائے رکھنے والے ہیں' ہم انہیں کی رائے اور حکم کی بجا آوری کرتے ہیں' ہمارے سربراہ نے انہیں ہمارا سردار بنایا ہے اور ان کا حکم ماننے کے لئے ہمیں ہدایت دی ہے۔ مقوقس نے کہا کہ تم نے کالے شخص کو اپنا سردار کیسے بنالیا؟ حالانکہ یہ تم لوگوں سے کمتر ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا: ہرگز نہیں' وہ اگرچہ کالے ہیں' لیکن ہم سے بہتر اور درست رائے کے مالک ہیں اور ہمارے یہاں کالا ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ مقوقس نے مجبور ہو کر حضرت عبادہؓ کو مخاطب کرکے کہا: اچھا تو آگے بڑھ اے سیاہ فام! اور مجھ سے نرمی سے گفتگو کر' کیونکہ میں تیری سیاہ فامی سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عبادہؓ نے مقوقس کو سیاہ فامی سے ڈرتا ہوا دیکھ کر فرمایا: ہمارے لشکر میں ایک ہزار سیاہ فام افراد ہیں' جو مجھ سے زیادہ کالے ہیں۔

فراخ دلی' اعلیٰ کردار اور انسان کی قدر و منزلت کی ایک مثال اور ملاحظہ ہو۔ بنوامیہ کا عالی مرتبت اور بڑے جاہ وجلال کا خلیفہ عبدالملک بن مروان دمشق سے حج کے لئے مکہ مکرمہ آتا ہے۔ وہاں اس کی ملاقات مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے عالم' فقیہ اور عظیم محدث و امام عطا ابن ابی رباحؒ سے ہوتی ہے' وہ برسر عام موسم حج میں اعلان کراتا ہے کہ فتویٰ صرف عطا ابن ابی رباحؒ دیں گے' ان کی موجودگی میں کسی کو فتویٰ کا حق نہیں دیا جاسکتا۔

سن لیجئے یہ عطا ابن ابی رباحؒ کیسے تھے؟ انتہائی کالے' ایک آنکھ سے معذور' چپٹی ناک' لنگڑے لولے اور پریشان بال آدمی' کوئی ذرا دیر بھی ان پر نگاہ نہ جما سکتا تھا۔ اپنے حلقہ درس میں جب شاگردوں کے درمیان بیٹھتے تھے تو اپنی سیاہ رنگت کی وجہ سے الگ ہی پہچانے جاتے تھے' اس مہذب اور شائستہ دنیا کو (جس نے اس مہذب اور ترقی یافتہ دور میں نسل پرستی کی بہانگ دہل سرپرستی کر رکھی ہے) یہ جان لینا چاہئے کہ اسلام کی پہلی صدی میں' جو علم وفضل اور تقویٰ و دیانت کے اعتبار سے ایک مثالی زمانہ ہے' ہمارے عظیم مذہب کے ماننے والوں نے ایسے سیاہ فام شخص کو اپنا امام اور اپنے مقدس ترین شہر کا مفتی' اور ساتھ ساتھ فقیہ اور محدث کے عظیم مرتبہ پر فائز کیا' جس کی وجہ سے ہزاروں تشنگان علم نے اپنی علمی پیاس بجھا کر آپؒ سے سند فراغت حاصل کی اور اپنے دلوں میں آپ کے لئے محبت والفت' قدردانی اور احترام و اعزاز کا عظیم جذبہ پیدا کیا۔

ایک حضرت عطا ابن ابی رباحؒ ہی نہیں' بلکہ کتنے ایسے علماء' فضلاء' اتقیا' ادبا' وشعرا ہیں' جن کو امت مسلمہ نے اپنے سینے سے لگایا اور نگاہوں میں بٹھایا۔

مشہور شاعر نصیب' مشہور فقیہ عثمان بن زیلعیؒ جنہوں نے حنفی فقہ کی مشہور کتاب ''کنز'' کی شرح لکھی اور اسی طرح اپنی گرانقدر کتاب ''نصب الرایہ'' کے مصنف حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ کالے تھے اور حبشہ کے شہر زیلع کے باشندے تھے۔ چوتھی صدی میں مصر کا مشہور بادشاہ کافور سیاہ فام غلام نسل سے تعلق رکھتا تھا' جس کو عربی کے عظیم شاعر ابوالطیب المتنبی نے اپنی شاعری کے ذریعہ شہرت دوام بخشی۔

آخری عہد نبویؐ کا واقعہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں کسی بات پر جلیل القدر صحابی حضرت ابو ذر غفاریؓ اور حضرت بلال حبشیؓ کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی' بات اس حد کو پہنچی کہ سخت غصہ کے عالم میں حضرت ابو ذر غفاریؓ نے حضرت بلالؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: اے کالی کلوٹی کے بچے! حضرت بلالؓ دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور شکایت کی' بات ثابت ہوجانے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! تمہارے اندر اب تک جاہلیت کا خمار باقی ہے' یہ لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ کو سخت ندامت اور شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے توبہ کی اور حضرت بلالؓ سے گزارش کی کہ وہ اپنے پیروں سے ان کے رخسار کو روندیں تاکہ آئندہ پھر کبھی اس جاہلانہ حرکت کی جرأت نہ ہوسکے۔ یہاں تو عزت وذلت کا دارومدار ایمان وعمل پر ہے' نہ کہ رنگ و روپ اور نسل وقوم پر۔

☆☆..........☆☆

امت بننے کی ضرورت

الحمدللہ! اس وقت دنیا میں حکومت و سلطنت' افرادی قوت اور اسباب و وسائل کے اعتبار سے مسلمان کسی سے کم نہیں' لیکن سب سے زیادہ مظلوم و مقہور قوم مسلمان ہی ہے۔

وہ امت جو عدل کے قیام اور اصلاح کے لئے بپا کی گئی تھی' آج وہ زوال و پستی کی اس سطح پر پہنچ چکی ہے۔

تقلید جاہلیت کا یہ عالم ہے کہ بے دینی اور بداخلاقی کی جتنی شکلیں مغرب کے افق پر نمودار ہوتی ہیں' اس کو یہ امت اپنی متاع گمشدہ سمجھ کر اپنی تہذیب و ثقافت میں جذب کرنے کی کوشش کرتی ہے' اور اس میں حکمران طبقہ اور خواص کچھ تیزی ہی سے پہل کرتے ہیں' گویا ان کو یقین ہو چکا ہے کہ مغرب کی اندھی تقلید کے بغیر وہ ترقی کر ہی نہیں سکتے' اس مغرب کی جو غیب اور آخرت کے تصور سے عاری ہے۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ مسلمان' مغرب کے علوم وفنون اور تحقیق و اجتہاد کو ترقی و خوشحالی کے لئے ضروری سمجھتا ہے' بلکہ ان کی تمام ''خوبیوں'' کو بھی سمیٹ لینا چاہتا ہے' جس میں جھوٹ' نفاق' عیاشی' فحاشی اور شراب و شباب بھی شامل ہے۔

حالانکہ یہ امت رسول ہاشمی اپنی ترکیب میں خاص امتیاز رکھتی ہے' یہ دوسری قوموں میں کھپ نہیں سکتی یا تو خود ان کو بدل جانا پڑے گا' یا پھر یہ کہ وہ ان کو بدل کر رکھ دے۔

یہ امت دیگر قوموں کی طرح ایک قوم نہیں ہے' جس کی کچھ جغرافیائی اور علاقائی شناخت ہو' جو کچھ مخصوص رسم و رواج کی پابند ہو' ایک نظریہ حیات پر یقین رکھنے والی امت رنگ و نسل' زبان و علاقہ اونچ نیچ اور ذات برادری کی تفریق و امتیاز سے پاک ہے۔

قرآن و سنت کی حامل یہ امت' وہ امت ہے جو خدا اور ان کے رسول پر ایمان رکھتی ہے اور اس کی غیر مشروط اطاعت جس کا شعار ہے۔ یہ قیادت کے لئے پیدا کی گئی ہے' یہ وہ امت ہے

سید علی

جو کبھی علم وعمل کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر چکی ہے' عالم انسانیت کو امن و سلامتی اور عدل و انصاف کی بہار دکھا چکی ہے' مساوات اور انسانی حقوق کی بحالی کی روشن مثال قائم کر چکی ہے اور مظلوموں کی حمایت' محروموں کی دستگیری کا اعلیٰ ریکارڈ رکھتی ہے۔

مگر یہ تب کی بات ہے' جب اس نے قرآن و سنت کی اساس پر فکری' علمی' تہذیبی و اخلاقی اور معاشی و سیاسی نقشہ تعمیر کیا تھا اور جب ان کے اخلاق و کردار سے حق پرستی چھلکتی تھی۔

یہ امت جیسے جیسے جادۂ حق سے ہٹتی گئی' اپنا مقام کھوتی گئی' علمی و فکری قیادت سے محروم ہوتی گئی' دینداری اور تقویٰ شعاری سے محروم ہوئی' اتحاد و اتفاق سے محروم ہوئی' رنگ و نسل میں منقسم چلی گئی' مسلکی گروہ بندیوں میں' ذات برادریوں میں بٹتی چلی گئی' عربی اور عجمی میں تقسیم ہوتی گئی' ڈیڑھ ہزار سال کے نشیب و فراز سے گزرتی ہوئی یہ امت' اسلام سے دور ہوتی چلی گئی اور جاہلیت سے قریب ہوتی گئی اور اس کے راستہ کو اختیار کرنے پر مطمئن ہو گئی' جو خود طاغوت کے پیروکار ہیں' جن کے مزاج میں استعمار اور مطلق العنانیت ہے' بلکہ جو خدا کے قانون کے دشمن ہیں' مسلمان بھول گئے کہ وہ ایک امت ہیں' وہ بھول گئے کہ ان کا مقصد حیات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' اور وہ بھول گئے کہ وہ عالم انسانیت کے لئے رحمت ہیں' وہ امت وسط ہیں' نہ کہ شرقی یا غربی' اور نہ عربی یا عجمی بلکہ صرف مسلم۔

اس امت کی زبوں حالی کی داستان بڑی طویل اور بڑی دردناک ہے' مسلمان رو رہے ہیں روٹی کے لئے' تعلیم کے لئے' ملازمت کے لئے' مسلمان پناہ مانگ رہے ہیں جان و مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے اور ان سے مانگ رہے ہیں جو خود خدا کے محتاج ہیں' جن کو انہوں نے جان و مال کی قربانیاں دے کر اقتدار کی کرسی تک پہنچایا ہے:

''دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو''

یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ مسلمان اس مقام تک کیوں پہنچ گئے۔ ان کی حکومتیں مغرب کی حاشیہ

برداریں بن گئیں؟ کوئی کہتا ہے جہالت کی وجہ سے‘ کوئی کہتا ہے غربت اور معاشی تنگی کی وجہ سے‘ کوئی کہتا ہے سیاسی پچھڑے پن کی وجہ سے‘ اور بھی وجوہات بیان کی جاتی ہیں‘ لیکن افسوس کہ کوئی نہیں کہتا کہ یہ سب بے دینی کی وجہ سے ہے‘ کوئی نہیں کہتا کہ قرآن وسنت سے بے رخی کی وجہ سے ہے‘ کوئی نہیں کہتا کہ اسلام کی اخلاقی قدروں سے بے نیازی برتنے کی وجہ سے ہے‘ اس وجہ سے ہے کہ مسلمان میں ''امت پنا'' کی صفت ختم ہوگئی۔ اجتماعی زندگی میں اسلام دکھائی نہیں دیتا ہے‘ تعلیم گاہوں‘ کارخانوں‘ دکانوں‘ حکومتی ایوانوں‘ عدالتوں‘ دانش گاہوں ہر جگہ سے اسلام سے واسطہ دکھائی نہیں دیتا‘ ہر جگہ ہر سطح پر جاہلی تصورات سے صلح کرلی گئی ہے‘ خدائی قانون کو دنیا کے قانون سے ہم آہنگ کرنے کی آواز اٹھتی ہے۔ دانشوران ملت صدا لگا رہے ہیں کہ ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' اگر خدانخواستہ مسلمانوں کا بھی یہی مسلک ہوجائے تو داعی الی الخیر کا منصب کون سنبھالے گا؟ اور خدا کی نصرت کیسے آئے گی؟

یہ سوال بار بار ذہن میں طوفان برپا کرتا ہے کہ جو امت بے سروسامانی کے عالم میں اٹھی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا میں رحمت بن کر چھا گئی تھی‘ آج اس کی اجتماعی شوکت کیوں ختم ہوگئی؟ غیروں کے دلوں سے ان کی ہیبت کیوں نکل گئی؟ وہ کیوں بے وزن و بے وقار کیوں ہوگئے؟ اس کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے۔

اس کا جواب امریکہ اور یورپ کے مادی نظریوں اور جاہلی عقیدوں میں نہیں ملے گا‘ اس کا جواب ''امت پنا'' میں ملے گا‘ یہ امت پنا کیا ہے؟ یہ قرآن وسنت کی اساس پر تشکیل پانے والی امت کی خصوصیت ہے۔

(امیر جماعت تبلیغ) حضرت مولانا محمد یوسف (کاندھلوی) صاحب نے وفات سے پہلے ایک دردمندانہ اور سوز وگداز میں ڈوبا ہوا خطاب کیا تھا۔ مولانا کی یہ آخری تقریر تھی‘ جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ:

یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے‘ اس کو امت بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور ان کے دشمنوں یہود ونصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوشش کی ہے کہ مسلمان ایک امت نہ رہے‘ بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔ مسلمان اپنا امت پنا کھو چکے ہیں‘ جب تک یہ امت بنے ہوئے تھے‘ چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے‘ ایک پکا مکان نہیں تھا‘ مسجد تک پکی نہیں تھی‘ مسجد میں چراغ تک جلتا نہیں تھا اور نو ہجری تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہوچکا تھا‘ مختلف قومیں‘ مختلف زبانوں مختلف قبیلوں‘ کے لوگ ایک امت بن چکے تھے پھر یہ امت دنیا میں جدھر نکلی‘ ملک کے ملک پیروں میں گرے‘ یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان‘ اپنی برادری‘ اپنی پارٹی‘ اپنی قوم‘ اپنی بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا‘ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسول کیا فرماتے ہیں؟ اگر مسلمان اب پھر امت بن جائے تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ان کا بال بیکا نہیں کرسکتیں۔

مسلمان کے ساتھ خدا کی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو‘ مدرسہ ہو‘ مدرسہ کی تعلیم ہو‘ مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بغیر نقطہ کے لکھی تھی‘ حالانکہ انہوں نے اکبر کو گمراہ کرکے دین کو برباد کردیا تھا۔ یاد رکھو! کہ میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ سب امت کو توڑنے والی باتیں ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی‘ امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی۔ شیطان تمہارے ساتھ ہے‘ اس کا علاج یہ ہے کہ تم ایک ایسا گروہ ہو‘ جس کا موضوع ہے بھلائی اور نیکی کی طرف بلانا اور فساد سے روکنا‘ اگر مسلمانوں میں امت پنا آجائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے۔ روس اور امریکا کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی۔ اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو امت بنے گی‘ اور امت بنے گی تو عزت ملے گی۔ عزت وذلت روس اور امریکا کے نقشوں میں نہیں ہے‘ بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے‘ اس کے یہاں اصول اور ضابطہ ہے‘ جو شخص یا قوم‘ خاندان اور طبقہ چکانے والا اصول اور اعمال لاوے گا‘ اس کو چکا دیں گے جو مٹنے والے کام کرے گا‘ اس کو مٹا دیں گے۔

ہم مسلمان کام کرتے ہیں خدا کو ناخوش اور خدا کے دشمنوں کو خوش کرنے والا‘ اور امید رکھتے ہیں نصرت خداوندی کی‘ آخر مسلمان ان کی طرف کیوں تاکتے ہیں؟ جو خدا کے مقابلے میں خود خدا بن بیٹھتے ہیں؟ اپنی خدائی چلاتے ہیں؟ اور سارے انسانوں کو اپنا بندہ اور غلام بنانا چاہتے ہیں؟ کیا ان کی عسکری قوت‘ سائنس وٹیکنالوجی کی طاقت‘ تہذیبی چمک دمک ایک نظریاتی امت کو مرعوب ومتاثر کرسکتی ہے؟ یہ اسلام ہی ہے جس نے بے سروسامانی کے دور میں امت کو باقی رکھا‘

صلیبیوں کے سیل رواں کو روکنے کے لئے امت کو للکارا۔ اسلام ہی اس امت پنا کے جذبہ میں دوبارہ زندگی کی روح پھونک سکتا ہے اور کلمہ توحید کی بنیاد پر امت کو متحد کر سکتا ہے۔

رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں ان کے خلاف جو سازشیں رچائی جارہی ہیں اور تخریب کاری کے جو منصوبے ان کے خلاف بنائے جارہے ہیں' اس سے تو وہ بے خبر ہیں' وہ ان عیسائیوں اور یہودیوں کے پھیلائے ہوئے فتنوں کے جال میں پھنستے جارہے ہیں' مغرب کی ہر ایک جان لیوا ادا پر مرمٹنے کے لئے تیار ہیں' مگر اپنی ماضی کی طرف مڑ کر دیکھنے کے لئے تیار نہیں۔ دین و شریعت اور امت مسلمہ کے متعلق استعمار کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا شکار اور ان کی ثقافتی یلغار سے متاثر ہیں۔ اب اپنی چیزیں ان کو پرانی فرسودہ' ناقابل عمل اور پیچ نظر آتی ہیں۔ اسلام کو براہ راست قرآن وسنت سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسلام تو وہ دین ہے' جس کے ذریعہ خلفائے راشدینؓ نے حکومت کی' عظیم الشان تہذیب کی بنیادیں استوار کیں۔ اسلام حق وطاقت' علم وعمل' جہاد واجتہاد کا علم بردار کامل دین ہے جو فرد کا احترام' خاندان میں استحکام' سماج کی فلاح وبہبود' حکومت میں شورائیت عدل وانصاف اور حقوق العباد کی تعلیم دیتا ہے۔ آج کے مسلمانوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو سمجھے بغیر ہر چمکتی چیز کے پیچھے دوڑ پڑتا ہے اور اسلام کے مقابلہ میں اس کو ترجیح دیتا ہے۔ افسوس تو اسی کا ہے کہ امت میں احساس زیاں باقی نہیں رہا۔

☆☆..........☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
ولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ
مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

موسیقی اور نفاق

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گانا دل میں اس طرح نفاق کو اُگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو۔'' (مشکوٰۃ)

گانا براہ راست ہو یا بواسطہ ریڈیو کے' اپنی مضرت رسانی میں یکساں ہے' بلکہ بعض لحاظ سے ریڈیو کی مضرت زیادہ ہے' کیونکہ جتنی وسعت و سہولت اور وقت و مقام کی پابندی کی آزادی یہاں حاصل ہے' وہ پہلی صورت میں نہیں' یہی وجہ ہے کہ جن گھروں میں ریڈیو داخل ہو چکا ہے' اس میں بہت سے معصوم لوگ بھی بے ارادہ اس گناہ میں ملوث ہو گئے ہیں اور خدا نہ کردہ آواز کے ساتھ صورت بھی اپنی حرکات و سکنات کے ساتھ آنے کا رواج اسی طرح عام ہوگیا (یعنی ٹیلی ویژن) تو معلوم نہیں کہ بہت سے معصوم گھرانوں میں کتنے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے (اور آج اس دور میں ہم بخوبی اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بار کہیں تشریف لے جارہے تھے اور ان کے شاگرد نافع بھی ان کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کانوں میں کہیں سے بانسری کی آواز آئی' اسی وقت انہوں نے انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے شاگرد سے پوچھتے رہے کہ آواز آتی ہے؟ آواز آتی ہے؟ جب شاگرد نے کہہ دیا کہ نہیں' تو کانوں سے اپنی انگلیاں نکال لیں۔

اب ایک طرف سلف کا یہ مذاق دیکھئے اور دوسری طرف نغمہ و ساز کے ساتھ اپنی دلچسپی سامنے رکھئے' تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایمان و عمل میں وہ کہاں تھے اور ہم کہاں ہیں؟ گانے سے ان کی نفرت کا کیا عالم تھا؟ اور ہمارا حال یہ ہے کہ کہیں سے نغمہ و ساز کی آواز کانوں میں آجائے تو بس وہیں ہمہ تن گوش بن کر قدم جما لیتے ہیں اور جب تک وہ آواز ختم نہ ہو' وہاں سے قدم نہیں ہلاتے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے قلوب میں نفاق کی کھیتی سرسبز ہوتی چلی جاتی ہے اور ایمان کی کھیتی سوخت ہوتی جاتی ہے۔

تنبیہ:

حدیثوں کی صحیح مراد سمجھنے کے لئے اصولی طور سے یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ جو حدیث ارشاد ہوئی ہے' وہ کس وقت اور کس ماحول میں ارشاد ہوئی ہے' اس طریقہ سے اس کی صحیح مراد سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے' یہ سب جانتے ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل عرب میں گانے بجانے کا خاص اہتمام تھا اور اس کام کے لئے گانے والی عورتیں مقرر ہوا کرتی تھیں' جن سے ہر ذی حیثیت شخص اپنے مہمان کی ضیافت کیا کرتا تھا' ان کو قنیات اور مغنیات کہتے تھے اور کفار کی مخالطت سے ہندوستان میں بھی شادیوں کے موقع پر طوائفوں اور بھانڈوں کا عام رواج رہا ہے۔

گانا الگ چیز ہے اور خوش الحانی بالکل دوسری چیز ہے۔ اگر کسی خاص موقع پر جیسا کہ عید اور شادی میں کسی ایسے خاندان کے افراد کے بچے مل کر کچھ اشعار پڑھ لیں' جن کے رسم و رواج میں بطور خوشی منانے کے یہ داخل ہو' تو اگر یہ گانے کی تعریف میں نہیں آتے تو شرعی حدود کے اندر رہ کر وہ قابل اغماض و چشم پوشی ہیں' ان کو گانے والی عورتوں کے ساتھ شامل کر کے باضابطہ گانے بجانے کا جواز ثابت کرنا صرف ایک خبط ہے' پھر شعر اور شعر میں بھی فرق ہے' ایک شعر وہ ہے جو مقدس مضامین اور خدا تعالیٰ کی صفات اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر مشتمل ہے' ان میں بھی کچھ فرق کرنا چاہئے۔ اب خوش الحانی کو گانے سے جا ملانا اور اتفاق اور عادت کو ایک بنا دینا اور اسی پر بس نہیں' بلکہ ایک طبقہ کا تو اس پر طرہ یہ کہ طبلہ اور سارنگی کو مقامات تصوف طے کرنے کا ذریعہ بنا دینا' یہ ظلم عظیم ہے' جس کا جواب محشر میں دینا ہوگا' اور جب دل اس جسارت پر دلیر ہو چکا ہے تو کہئے' آج پوچھنے والا کون ہے؟ لیکن خدارا! شریعت مطہرہ کے سر تو نہ رکھئے۔

اس بے علمی کا رونا کس سے رویا جائے؟ کہ یہاں ہر بے بال و پر' آیات و احادیث میں رائے زنی کے لئے موجود ہے' اگر کچھ علم ہوتا جب بھی ایک بات تھی' مگر آج علم بھی نہیں اور فہم سلیم کا قحط ہے' اور مثل مشہور ہے:

''یک من علم را دہ من عقل باید''

ایک من علم کے لئے دس من عقل چاہئے۔

جب تک فہم سلیم نہ ہو' علم بھی کیا ہے:

''گمراہ کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو۔'' (القرآن)

☆☆..................☆☆

خواب غفلت سے بیدار ہونے کی ضرورت

مولانا محمد توفیق

جب ہم تاریخ کے دریچہ سے ماضی کی طرف سے جھانک کر اقوام گزشتہ کے عروج و زوال کا جائزہ لیتے ہیں' تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بھی قوم کا نوجوان اس کے لئے ایک قیمتی سرمایہ اور قدرت کی جانب سے عطا کردہ ایک بیش بہا تحفہ ہوتا ہے' جس کے کردار پر اس قوم کی ترقی و تنزلی کا دارومدار ہوتا ہے' نیز یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جب کسی قوم یا معاشرہ کو اخلاقی و کرداری اعتبار سے صحت مند و تندرست نوجوان میسر آجائیں' تو وہ قوم و معاشرہ بھی ترقی پذیر' بلکہ ترقی یافتہ بن جاتا ہے' اور اس کے برعکس صورت میں وہ قوم اقتصادی' معاشی' تہذیبی ہر اعتبار سے پستی کی راہ پر گامزن رہتی ہے' نوجوان کسی بھی قوم کے لئے ایک درخشندہ مستقبل کی علامت اور اس کا سرمایہ افتخار ہوتا ہے' اسی سے ملت و قوم کی نیک امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کی جو بھی تحریک ہو' اس میں نوجوانوں نے ہی مقدمۃ الجیش کا کردار ادا کیا ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے نشان منزل ثابت ہوئے ہیں' اور جب بھی اس طبقہ نے ہمت و استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھائے ہیں' کامیابی و کامرانی نے اس کی قدم بوسی کی ہے:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر ہم اپنی چودہ سو سالہ تاریخ کا مطالعہ کریں' تو تاریخ کے ہر صفحہ پر نوجوانوں کی قربانیاں نظر آئیں گی۔ دراصل نوجوانوں کی توانائی ہزاروں ایٹمی ہتھیاروں سے زیادہ ہوتی ہے' اور یہ پہاڑوں کو ہلانے اور دریاؤں کے رخ کو موڑنے کے جذبہ سے سرشار و مخمور ہوتے ہیں' اور یہی جذبہ انہیں اپنی قوم و ملت کے لئے تن من دھن کی قربانیاں دینے پر مہمیز لگاتا ہے' چنانچہ یہی نوجوان کبھی سترہ سالہ محمد بن قاسم کی شکل میں برصغیر میں نمودار ہوا اور کفر کی متعفن فضا کو ایمان کی خوشبو سے مبدل کر دیا' آج برصغیر میں جتنی دینی و ملی تحریکیں قائم ہیں' وہ اسی نوجوان سپہ سالار اور اس کے ساتھیوں کی ہیں' اور کبھی یہی نوجوان طارق بن زیاد کی صورت میں سرزمین اندلس میں اسلام کی فتح کے جھنڈے لہراتا نظر آتا ہے' جس کی آٹھ سو سالہ مسلمانوں کی حکومت تاریخ کا ایک زریں باب ہے' کبھی یہی نوجوان قیس بن مروان کے روپ میں افریقہ کے تپتے ہوئے صحرا میں کلمہ توحید بلند کرتا ہے' اور کبھی یہی نوجوان علمائے دیوبند کے لبادہ میں نظر آتا ہے کہ آج برصغیر کا اسلامی تشخص اسی کا رہین منت ہے۔

لیکن آج اسلام کے ازلی دشمن یہود و نصاریٰ اس نوجوان کو دین و اسلام سے دور کرنے کی سازش کر رہے ہیں' اور اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ مردم شماری اور سرکاری کاغذات میں تو مسلمان باقی رہیں' لیکن اس کے اندر سے اسلامی روح سلب کر لی جائے اور یہ معاشرتی' تہذیبی' اخلاقی و فکری اعتبار سے انگریز بن جائے' اور فرق ظاہری صرف یہ رہے کہ اگر وہ سفید انگریز ہیں تو یہ کالے انگریز بن جائیں' عیسائیوں کے ایک بڑے پوپ کا کہنا ہے کہ: ''شراب کا جام اور فاحشہ عورت امت محمدیہ کو تہہ و بالا کرنے کا اتنا بڑا کام کر سکتے ہیں' جو کام ایک ہزار توپیں نہیں کر سکتیں' اس لئے اس قوم کو مادہ پرستی اور شہوات میں غرق کر دو۔''

گویا اقبال کی زبانی' اس نے کہا:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
اہل حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو

ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے مسلم نوجوانوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ اور خواب غفلت سے بیدار کیا جائے' اور اس کو یہ بتایا جائے کہ ان کو اسلام سے دور کرنے کے لئے کانفرنسیں کی جا رہی ہیں' اور ان کی تباہی و بربادی کے لئے بہت سے ممالک اپنا دماغ لڑا رہے ہیں' اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ آج کا مسلم نوجوان طبقہ نہ صرف یہ کہ ان کے لئے ''تر نوالہ''

ثابت ہو رہا ہے‘ بلکہ ان کی اس سرگرمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے:

”سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ“

وہی نوجوان‘ جس کے ہاتھ میں کبھی تیر اور تلواریں ہوا کرتی تھیں‘ آج اس کے ہاتھ میں گیند اور بلے ہیں‘ اور ان کی محبت وعقیدت کا مرکز اللہ اور اہل اللہ کے بجائے فاسق و فاجر‘ بلکہ کافر کرکٹ کھلاڑی ہیں‘ کبھی اس کا سر تلاوت قرآن سے جھومتا تھا‘ لیکن آج گانوں کے ساز وسرور نے اس کے پورے وجود کو مدہوش کر رکھا ہے‘ کبھی اس کا وقت قرآن فہمی میں مشغول رہتا تھا‘ جس کی وجہ سے کبھی وہ رازی وآلوسی بنتا تھا‘ افسوس! کہ آج اس کا قیمتی وقت فحش لٹریچر اور بلیو فلموں کی نذر ہو رہا ہے‘ اور یہ اپنی قیمتی جوانی وہ فحاشی اور شراب نوشی میں ضائع کر رہا ہے‘ اور مغرب کی ہر ادا اپنانے کو سرمایہ افتخار سمجھتا ہے‘ قرآن وحدیث کا نظام جو اس کے لئے کبھی راہ نجات تھا‘ آج یہ اس کے لئے ایک فرسودہ اور رجعت پسندوں کا نظام بن گیا ہے‘ کل تک جس کی زبان کلمہ توحید اور ذکر اللہ میں رطب اللسان تھی‘ آج اس کی زبان موسیقی اور فلمی نغمے گنگنانے میں مصروف ہے‘ آج مسلمانوں کی ایک نوجوان نسل اسکول وکالج اور عصری تعلیم کے راستے آنے والی متعفن مغربی تہذیب میں ڈوبی ہوئی ہے اور یہ سیلاب بلاخیز بغیر کسی مزاحمت کے اس کو بہالے گیا ہے‘ لیکن افسوس! کہ اس کو ذرا بھی اس کا احساس نہیں ہے:

ترے صوفے ہیں افرنگی‘ ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغربیت سے حفاظت فرمائے‘ اسلامیت کا پیکر بنائے اور راہ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

قادیانیوں سے ایک ہزار ایکڑ سے زائد سرکاری اراضی کی مارکیٹ قیمت وصول کی جائے‘ مولوی فقیر محمد

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر سابقہ ربوہ میں ۱۰۳۴ ایکڑ سرکاری اراضی کی قیمت مقرر کر کے زیر قبضہ مکانوں کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے سرکاری طور پر رجسٹری کی جائے اور قادیانی جماعت انجمن احمدیہ کے پاس پلاٹوں‘ مکانوں کے کاغذات چیلنج کرانے پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں گورداسپور کا ضلع پاکستان میں آنے کے بعد قادیانی جماعت کی سازش سے دوبارہ بھارت میں شامل کر دیا گیا تھا اور قادیان شہر کی تمام جائیداد جعلی مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے خاندان کے پاس رہی اور جعلی مہاجر بن کر قادیانیوں نے ۲۲/جون ۱۹۴۸ء کو انگریز سر فرانس موڈی گورنر پنجاب سے ۱۰۳۴ ایکڑ سرکاری اراضی چک ڈھگیاں الاٹ کروائی تھی‘ جس پر ربوہ شہر بسایا گیا اور مفت زمین حاصل کی‘ صرف ٹوکن قیمت ایک آنہ دس روپے ایکڑ کے حساب سے صرف ۱۰۳۴۰ روپے رقم ادا کی گئی‘ ان جعلی قادیانی مہاجرین سے سرکاری زمین کی مارکیٹ قیمت وصول کی جائے اور قابضین کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی‘ مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں۔
خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
ستارا جیولرز
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545080-2545805

شیطان کے دس دوست

مولانا شمس الحق ندوی

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے پوچھا کہ ہماری امت میں تمہارے دوست کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا: آپ کی امت میں دس قسم کے لوگ ہمارے دوست ہیں:

۱:......ظالم حاکم:

پہلا دوست تو ظالم حاکم ہے' ظاہر ہے کہ جب بادشاہ ظالم ہوتو رعایا کس رخ پر چلے گی؟ مشہور وزبان زد عام جملہ ہے کہ ''الناس علی دین ملوکہم'' عوام اسی راہ پر چلتے ہیں' جب بادشاہ ظالم ہوگا' تو اس کے اثرات درجہ بدرجہ اوپر سے نیچے تک پڑیں گے' جس کی تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ اس سبب سے پورا معاشرہ انارکی کا شکار ہوگیا اور زندگی عذاب بن گئی' جس کو ہم اپنے زمانہ میں کھلی آنکھوں اس طرح دیکھ رہے ہیں کہ کسی تفصیل' مثال اور تشریح کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲:......متکبر مالدار:

شیطان نے اپنا دوسرا دوست متکبر مالدار کو بتایا' جو اپنی دولت پر اتراتا اور غرور وگھمنڈ کے نشہ میں ایسا بدمست رہتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا کو نہ صرف یہ کہ ذلیل وحقیر سمجھتا ہے' بلکہ ان کے ساتھ نہایت ذلت وتوہین کا معاملہ کرتا ہے۔

۳:......خائن تاجر:

شیطان نے اپنا تیسرا دوست خائن تاجر کو بتایا' جو کاروبار میں خیانت کرتا ہے' اس کی خیانت سے کتنے خریدار سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں' ہر شخص شکایت کرتا ہے کہ سودا نقلی دے دیا' کھانے پینے حتی کہ دواؤں تک میں ملاوٹ کرتا ہے۔

۴:......شرابی:

شیطان نے اپنا چوتھا دوست شرابی کو بتایا' جو نشہ چڑھنے کے بعد شیطان کی انگلیوں پر ناچتا ہے' مار دھاڑ' گالی گلوچ سب کچھ شیطان اس سے کرواتا ہے' جس کے نتیجہ میں گھر کے گھر ویران ہوجاتے ہیں۔

۵:......چغل خور:

شیطان نے اپنا پانچواں دوست چغل خور کو بتایا کہ چغل خوری سے لڑائی جھگڑا اور باہمی دشمنی کا بازار گرم ہوجاتا ہے اور اس کے بعد شیطان کو فرصت مل جاتا ہے اور وہ تماشائی بنا رہتا ہے۔

۶:......ریاکاری:

چھٹا دوست شیطان نے اس کو بتایا' جس کی عبادت وریاضت' بلکہ ہر نیکی محض دکھاوے اور ریاکاری کے لئے ہوتی ہے' وہ ایسے ایسے چولے بدلتا رہتا ہے کہ بڑے بڑے عقلمند اس کی ریاکاری کے جال میں پھنس جاتے ہیں' اس کی بھی تاریخ انسانی میں حیرت انگیز مثالیں ملتی ہیں۔ اس کا ایک نہایت خطرناک انجام یہ ہوتا ہے کہ لوگ پھر مخلص اور نیک لوگوں سے بھی بدگمان ہوجاتے ہیں حتی کہ صلحاء واتقیاء پر سے ان کا اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ان پر طعن وتشنیع دراز کی جاتی ہے' علمائے ربانیین تک کو طعنہ دیا جاتا ہے' اس طرح دین اور اہل دین پر سے سرے سے اعتماد اٹھ جاتا ہے' جبکہ یہی حضرات امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

۷:......یتیم کا مال کھانے والا:

شیطان نے اپنا ساتواں دوست یتیم کا مال کھا جانے والے کو بتایا' جس پتھر دل انسان کو معصوم وبے سہارا یتیموں کا مال کھانے میں جھجک نہ ہو' اس کو پھر کسی کا بھی مال ہڑپ کر جانے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہ ہوگی' اور ہر طرف سے مال حاصل کرنا ہی اس کا مزاج بن جائے گا' پھر تو اپنے پرائے کی بھی تمیز جاتی رہے گی۔

۸:......نماز میں سستی کرنے والا:

شیطان نے اپنا آٹھواں دوست اس شخص کو بتایا' جو نماز میں سستی کرتا ہے' نماز ہی وہ عبادت ہے جو چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ اپنے مالک وخالق کے سامنے سر جھکانے اور بندہ کی بندگی کا منظر پیش کرتی ہے' جو شیطان کے لئے کوڑے کا کام کرتی ہے۔

۹:......زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے:

نواں دوست شیطان نے زکوٰۃ نہ دینے والے کو بتایا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے اس کا دل سخت ہوجاتا ہے' وہ مال کی محبت میں ایسا غرق ہوجاتا ہے کہ اس کے بڑھانے کی فکر و بھاگ دوڑ کے سوا اس کو کسی اور چیز میں مزہ نہیں آتا۔

۱۰:...... بڑی امیدیں لگاتا:

دسواں دوست شیطان نے شخص کو بتایا' جو بڑی بڑی امیدیں لگائے رہتا ہے' ان امیدوں اور آرزوؤں میں وہ اتنا کھویا رہتا ہے کہ کچھ اور سوچنے اور کرنے کی طرف اس کا ذہن چلتا ہی نہیں۔

ذرا غور سے کام لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ انسانی آبادی کے وہ لوگ جو ان دس چیزوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہیں' وہی سماج کے بگاڑ اور اس کے اندر انتشار' لڑائی جھگڑے اور حسد و کینہ کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں' جس کی وجہ سے انسانوں میں باہمی محبت و بھائی چارہ کے جذبات ختم ہو چکے ہیں' ایک دوسرے کو سہارا دینے کا احساس مردہ ہو چکا ہے' اس کی جگہ ظلم و ستم اور عداوت و دشمنی نے لے لی ہے' اگر ان دس چیزوں میں مبتلا لوگ شیطان کے انسانوں کے خلاف اعلان جنگ پر ذرا دھیان دیں کہ:

"کہنے لگا کہ میرے پروردگار!
اس روز تک کہ لوگ اٹھائے جائیں'
مہلت دے' فرمایا: مہلت دی جاتی ہے
اس روز تک جس کا وقت مقرر ہے۔ کہنے
لگا: مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو
بہکاتا رہوں گا' سوائے ان کے جو تیرے
مخلص بندے ہیں۔"

اپنے اس ازلی دشمن سے ہوشیار و چوکنا رہیں تو کیا انسانی معاشرہ میں ان دس قسم کے انسانوں کا وجود ہو سکتا ہے؟ جو خدا اور رسول کے دوست کہلانے کے بجائے شیطان کے دوست کہلاتے ہیں؟ بات صرف غور کرنے اور سوچ سمجھ کر زندگی گزارنے کی ہے' ان دس صورتوں میں' جس کو شیطان نے بیان کیا' بظاہر فائدہ اور زندگی کو خوش حال گزارنے کا سبز باغ نظر آتا ہے' لیکن اگر جائزہ لیا جائے تو اس قسم کے لوگ قلبی سکون سے بالکل محروم ملیں گے' دیکھنے میں بظاہر بڑے ٹھاٹ باٹ نظر آئیں گے' مگر دل و دماغ کسی انجانی پریشانی میں مبتلا اور سرگرداں ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ انسانی معاشرہ کو ان دس قسم کی چیزوں میں مبتلا انسانوں سے پاک کرنے کی فکر و کوشش کی جائے' ان کی دینی حس کو بیدار کیا جائے اور بتایا جائے کہ:

"چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا"

تم جن چیزوں کو اپنے لئے کامیابی سمجھ رہے ہو' وہ سراسر تمہاری تباہی کا پیش خیمہ ہیں۔ فکر و تشویش کی بات یہ ہے کہ جو لوگ تباہی کی ان باتوں سے ڈراتے ہیں' وہی دقیانوس اور بے عقل کہلاتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

®
HB
TRUSTABLE MARK
Hameed ®
BROS
JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

اعلامیہ

جاری کردہ مجلسِ عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

منعقدہ ۲۹/ربیع الاوّل وکیم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸، ۱۹/اپریل ۲۰۰۷ء

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا دو روزہ اجلاس منعقدہ ملتان بتاریخ ۱۸، ۱۹/ اپریل ۲۰۰۷ء زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم' ملک کی عمومی دینی و معاشرتی صورت حال پر گہری تشویش واضطراب کا اظہار کرتے ہوئے چند اہم امور کی طرف قومی و دینی حلقوں کو توجہ دلانا اپنی ذمہ داری تصور کرتا ہے:

☆...... اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام مسلم اُمّہ کے جداگانہ تشخص کی بنیاد پر اس مقصد کے لئے عمل میں لایا گیا تھا کہ قرآن وسنت کے اصول وضوابط اور احکام وقوانین کے ساتھ ایک مثالی اسلامی ریاست اور معاشرہ کی تشکیل کی طرف پیش رفت کی جائے گی اور گزشتہ ساٹھ برس کے دوران اس سلسلہ میں قرارداد مقاصد اور ۱۹۷۳ء کے دستور کی اسلامی دفعات کے ذریعہ دستوری ضمانت اور یقین دہانی کا بھی متعدد بار اہتمام کیا گیا' لیکن عملی طور پر پاکستانی قوم نہ صرف یہ کہ اب تک زیرو پوائنٹ پر کھڑی ہے' بلکہ حکمران طبقات اور ریاستی ادارے ملک میں اسلامی اقدار و روایات کو کمزور کرنے اور دینی اثرات ونشانات کو مٹانے کی مذموم مہم میں مسلسل مصروف نظر آرہے ہیں۔

☆...... روشن خیالی کے عنوان سے اسلامی احکام اور دینی اقدار کا مذاق اڑایا جارہا ہے' میڈیا کے تمام ذرائع کو فحاشی' بے حیائی اور عریانی کے فروغ کے لئے بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے' غیر ملکی سرمایہ کے بل بوتے پر کام کرنے والی ہزاروں سیکولر این جی اوز کو معاشرہ میں فکری انتشار اور اخلاقی بے راہ روی پھیلانے کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ عوام میں دینی حلقوں اور اسلام کی اصل نمائندہ قوتوں کا اعتماد مجروح کرنے کے لئے ان کی کردار کشی کی جارہی ہے' فحاشی اور بے حیائی کے مراکز کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے' حدود آرڈی نینس میں من مانی ترامیم کرکے شرعی احکام میں تبدیلی کا دروازہ کھول دیا گیا ہے' تحفظ ختم نبوت' تحفظ ناموسِ رسالتؐ اور شراب پر پابندی جیسے اہم شرعی قوانین میں تبدیلی کی راہ ہموار کی جارہی ہے اور اس قسم کے بہت

مولانا حافظ محمد اسحاق

سے دیگر اقدامات کے ذریعہ پاکستان کو سیکولر ملک بنانے کے ایجنڈے پر تیزی کے ساتھ کام آگے بڑھایا جارہا ہے۔

☆...... ملک کے تعلیمی نظام کا قبلہ تبدیل کیا جارہا ہے' عالمی سیکولر قوتوں کے ایماء پر ریاستی تعلیمی نظام ونصاب کو دینی مواد واثرات سے محروم کرنے کے لئے مسلسل اقدامات کئے جارہے ہیں' تعلیمی اداروں کو اسلامی ماحول اور تربیت مہیا کرنے کی بجائے مغرب کی بے حیا ثقافت کے فروغ کے مراکز میں تبدیل کیا جارہا ہے' دینی مدارس کے آزادانہ اور پرائیویٹ تعلیمی نظام کو کردار کشی' دباؤ اور مداخلت کی بے جا کوششوں کے ذریعہ ان کے آزادانہ کردار سے محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور عالمی سطح پر پاکستان کو اسلام اور مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر پیش کرنے کی بجائے اسلام دشمن عالمی قوتوں کے آلہ کار کی حیثیت سے متعارف کرایا جارہا ہے۔

☆...... حکومت اور سرکاری اداروں کے اس نوعیت کے کردار اور اقدامات کے باعث ملک میں شدید ردعمل کی ایسی صورتیں سامنے آنا شروع ہوگئیں ہیں جو اگرچہ تمام محب وطن حلقوں کے لئے تشویش و اضطراب کا باعث ہیں' لیکن یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یہ اسلام اور اسلامی احکام وقوانین کے حوالہ سے حکومتی طبقات اور ریاستی اداروں کے ساٹھ سالہ مسلسل منفی رویہ کا لازمی ردعمل ہے کہ عوام کے ایک حصے نے ملک کے اسلامی تشخص کے تحفظ اور دستور کے مطابق ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے سلسلہ میں حکومت اور حکومتی اداروں سے مکمل طور پر مایوس ہوکر مبینہ طور پر تشدد کا راستہ اختیار کرلیا ہے اور وفاقی دارالحکومت اور قبائلی علاقوں سمیت متعدد مقامات پر قانون کو ہاتھ میں لینے کے واقعات رونما ہورہے ہیں۔

☆......وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ ملک میں اسلامی احکام وقوانین کی عملداری' اسلامی اقدار و روایات کے فروغ اور منکرات وفواحش کے سدباب کے لئے پُرامن اور دستوری جدوجہد پر یقین رکھتی ہے اور جدوجہد کے کسی ایسے طریقہ کو درست تصور نہیں کرتی' جس میں حکومتی کے ساتھ براہ راست تصادم' عوام پر زبردستی یا قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوئی شکل پائی جاتی ہو' لیکن اس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ ایسی تمام صورتیں دراصل اس مسلسل

حکومتی طرز عمل کا ردعمل ہیں' جس کے نتیجے میں بعض حلقے حکومت اور حکومتی اداروں سے مکمل طور پر مایوس ہو کر اسلامی معاشرت واقدار کے تحفظ کے لئے قانون کو ہاتھ میں لینے پر خود کو مجبور سمجھ رہے ہیں' اس لئے یہ اجلاس قانون کو ہاتھ میں لینے اور اسلامی اقدار وروایات کے لئے تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی تمام صورتوں سے لاتعلقی اور برأت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے طرز عمل اور رویہ پر نظر ثانی کرے اور ایک اسلامی حکومت کے لئے قرآن وسنت اور دستور پاکستان کی بیان کردہ ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے اپنی ان پالیسیوں کو فی الفور تبدیل کرے جو اس قسم کی صورت حال کا باعث بن رہی ہیں۔

☆...... جامعہ حفصہ اسلام آباد کے قبضہ کے حوالہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ اپنے اس موقف کا اعادہ ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں تک جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کی انتظامیہ کے ان مطالبات کا تعلق ہے کہ:

ا:...... ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں لیا جائے۔

۲:...... اسلام آباد میں گرائی جانے والی مساجد کو فوری طور پر دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

۳:...... بدکاری اور فواحش کے اڈے ختم کئے جائیں۔

۴:...... نام نہاد تحفظ حقوق نسواں ایکٹ کی خلاف اسلام دفعات منسوخ کی جائیں۔

یہ مطالبات نہ صرف یہ کہ درست اور ضروری ہیں بلکہ ملک وعوام کے دل کی آواز اور دستور پاکستان کا ناگزیر تقاضا ہیں' اس لئے یہ اجلاس ان مطالبات کی مکمل حمایت کرتے ہوئے حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے اسلامی اور دستوری فرائض کی پاسداری کرتے ہوئے ان کی منظوری کا اعلان کرے اور ان پر عملدرآمد کے لئے عملی اقدامات کا آغاز کرے' البتہ اس سلسلہ میں جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کے منتظمین نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے' اسے یہ اجلاس درست نہیں سمجھتا اور اس کے لئے نہ صرف وفاق المدارس العربیہ کی اعلیٰ قیادت خود اسلام آباد جاکر متعلقہ حضرات سے متعدد بار بات چیت کر چکی ہے' بلکہ "وفاق المدارس العربیہ" کے فیصلہ اور موقف سے انحراف کے باعث جامعہ حفصہ کا "وفاق" کے ساتھ الحاق بھی ختم کیا جاچکا ہے۔

☆...... یہ اجلاس وفاق المدارس کی اعلیٰ قیادت کے موقف اور فیصلہ سے جامعہ حفصہ اسلام آباد اور لال مسجد کے منتظمین کے اس انحراف کو افسوسناک قرار دیتا ہے اور ان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ملک کی اعلیٰ ترین علمی ودینی قیادت کی سرپرستی میں واپس آجائیں تاکہ اس مسئلہ کا کوئی باوقار اور نتیجہ خیز حل نکالا جاسکے' اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اس کی طرف سے جبر اور تشدد کی کوئی بھی کارروائی اس مسئلہ کو مزید بگاڑنے کا باعث بنے گی' اس لئے وہ بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کا احساس کرتے ہوئے مذاکرات اور گفت وشنید کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے۔

☆...... یہ اجلاس اس صورت حال پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ جامعہ حفصہ اسلام آباد کے قبضہ اور اس جیسے بعض دیگر واقعات کی آڑ میں بعض سیکولر عناصر نے ملک میں شرعی قوانین کے خلاف مہم کو تیز کردیا ہے اور منفی بیانات اور ریلیوں کے ذریعہ حالات کو بگاڑا جارہا ہے' نیز ایسے بیانات بھی سامنے آرہے ہیں' جن سے دینی حلقوں اور سیکولر حلقوں کے درمیان منافرت بڑھانے اور خانہ جنگی کے حالات پیدا کرنے کی سازش کی بو آرہی ہے' اس لئے یہ اجلاس ملک کے دینی وقومی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس صورت حال کا نوٹس لیں اور قوم کو نظریاتی اور خانہ جنگی کے خطرات سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

☆...... یہ اجلاس ان اطلاعات کو اشتعال انگیز تصور کرتا ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے دینی مدارس میں سرکاری اہل کاروں کی آمد ورفت میں اضافہ ہوگیا ہے اور چھان بین کے نام پر انہیں ہراساں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے' جو وفاق المدارس کے ساتھ حکومت کی اب تک کی بات چیت اور طے شدہ امور سے انحراف ہے' اسے فی الفور بند کیا جائے۔

☆...... وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کی نظر میں یہ افواہیں انتہائی افسوسناک اور اضطراب انگیز ہیں کہ حکومت دینی مدارس کو اسلام آباد کی حدود سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو یہ دینی مدارس کے خلاف انتہائی معاندانہ کارروائی متصور ہوگی' اسلام آباد میں غیر ملکی سرمائے سے چلنے والی سینکڑوں این جی اوز اور پرائیویٹ تعلیمی ادارے کام کررہے ہیں اور اس پس منظر میں دینی مدارس کے خلاف اس قسم کی کارروائی وفاق دارالحکومت کے شہریوں کو دینی تعلیم کے حق سے محروم کرنے کی کارروائی ہوگی' جسے قبول نہیں کیا جائے گا اور حکومت کو اس سلسلہ میں شدید عوامی ردعمل اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆...... یہ اجلاس جامعہ حفصہ اسلام آباد پر ہیلی کاپٹر کی نچلی پرواز اور مبینہ طور پر زہریلی گیس کا استعمال اور طالبات کی تصاویر اتارنے کی کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس طرح کی اشتعال انگیز کارروائیوں کا سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے اور طاقت کے استعمال کی بجائے مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کیا جائے۔

☆☆..................☆☆

مسلمانوں کے حوالے سے قادیانی ذہنیت

پروفیسر الیاس برنی رحمہ اللہ

تکفیر کا قادیانی اصول:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے' وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۸ /۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء' تذکرہ ص ۶۰۷)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج نہم ص ۲۷' مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

"آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے' کافر ٹھہرایا ہے' بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا بلکہ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے' کافر ٹھہرایا ہے۔"

(ارشاد مرزا محمود مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰ بابت اپریل ۱۹۱۱ء' منقول از عقائد احمدیہ ص ۱۰۸ مؤلفہ میر مدثر شاہ قادیانی لاہوری)

"ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟ فرمایا: اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۱۱ ص ۲۴ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء' و اخبار "بدر" ج ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۱/ جولائی ۱۹۱۳ء' محمد اسمٰعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص ۱۳۱)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنفہ مرزا محمود)

"پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے "اولئک ھم الکافرون حقا" فرمایا ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا غلام احمد قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۰)

"جری اللہ فی حلل الانبیاء" تذکرہ ص ۷۹ طبع سوم (یہ مرزا صاحب کا الہام ہے' ناقل) سے صاف ثابت ہوتا کہ حضرت احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ایک عظیم الشان نبی اللہ ہیں' اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔"

(رسالہ احمدی نمبر ۵' ۷ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام ص ۱۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

"خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے' اس لئے آپ کا منکر کافر ہے کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے: "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۱)

لکھنؤ کی بات:

لکھنؤ میں ہم (یعنی مرزا بشیر الدین محمود) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا: آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی (قادیانی) باتیں کر رہے تھے۔ میں نے (یعنی مرزا بشیر الدین محمود نے) ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔“

(انوار خلافت ص ۹۲ مصنفہ مرزا محمود)

مسلمان عالموں کا حسن ظن اور حسن خلق اور اس کے مقابل قادیانی اکابر کی طرف سے بے توقیری اور تکفیر! یہ ذہنیت بہت سبق آموز ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی:

”چوہدری صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے باقی غیر احمدی (یعنی مسلمان) کافر ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان (مسلمانوں) کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۲۱ ص ۷ مورخہ ۱۴/ستمبر ۱۹۲۲ء)

”قادیانی مفتی“ کا فتویٰ:

اخبار ”بدر“ پرچہ ۹/ مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش آف گورالی کے اس سوال کا کہ: کیا مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیے؟ ”قادیانی مفتی“ محمد صادق یہ جواب لکھتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو سہی) نہیں مانتا کہتا ہے کہ وہ تو کافر ہے بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان؟ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا؟...... مگر انصاف شرط ہے۔“

(”مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر“ ص ۱۴۳)

مسلمانوں کے بارے میں قادیانی عقیدہ:

قادیانی اپنی تحریر و تقریر میں بالعموم عام مسلمانوں کو ”مسلمان“ کہتے ہیں تو مسلمان اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی درحقیقت ان کو مسلمان ہی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہ آئی ہوگی کہ قادیانیوں کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ لفظ کچھ ہے اور معنی کچھ چنانچہ لفظ ”مسلمان“ کی قادیانی تفسیر سنئے اور بیداد کی داد دیجئے:

”چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں (یہ مرزا صاحب کا شعر ہے...... ناقل) اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے؟ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔“

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۳)

”معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ ”وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں“ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان...... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔“

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۲۷)

☆☆............☆☆

مفاد پرستی......منافقین کا شیوہ

مولانا محمد ساجد حسن مظاہری

’’اور ان میں بعض لوگ وہ ہیں‘ جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں‘ سو اگر ان صدقات میں سے ان کو مل جاتا ہے‘ تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو نہیں ملتا‘ تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں‘ اور ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے دیا تھا‘ اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے‘ آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول دیں گے‘ ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔‘‘ (التوبہ: ۵۸ تا ۵۹‘ بیان القرآن ۴/۱۱۸)

شانِ نزول:

جنگ حنین کے مال غنیمت‘ صدقات کی تقسیم کے موقع پر حرقوص بن زہیر (ذوالخویصرہ التمیمی) جیسے منافق نے پیکر عدل وانصاف‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کہ یہ اپنوں کو دے رہے ہیں‘ اہل مکہ کی تالیف قلب کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن دوسروں سے کچھ زیادہ ان کو مرحمت فرمایا تھا‘ ان منافقوں نے دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہا کہ: یارسول اللہ! انصاف کیجئے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا؟ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ (القرطبی ۴/۱۰۷)

تشریح وتوضیح:

منافقین کو اگر ان کے حسب منشا مال مل جاتا‘ تو خوش ہوتے اور تقسیم کو سراہتے اور اگر غنائم وصدقات کو مستحقین تک پہنچتے دیکھتے‘ تو دل ہی دل میں کڑھتے‘ اور دنیوی حرص وطمع اور خود غرضی کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے۔ ان کا مقصد اصلی تو غنیمت میں سے وافر حصہ حاصل کرنا تھا‘ مگر نہ ملنے سے جو شکایت پیدا ہوتی‘ اس شکایت اور غرض اصلی کو چھپا کر اعتراض کرتے کہ مال کی تقسیم استحقاق اور انصاف پر مبنی نہیں‘ بلکہ اس میں جانبداری سے کام لیا گیا ہے۔

اس اعتراض کے بجائے ان کے حق میں یہ بہتر تھا کہ وہ چار کام کرتے:

۱:......اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو مرحمت فرما دیا‘ اس پر قناعت کرتے‘ راضی رہتے اور صبر وشکر کرتے۔

۲:......اس قناعت اور رضا کا اظہار زبان سے بھی کرتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے۔

۳:......اگر صبر ورضا کا یہ درجہ حاصل نہ ہوتا تو سوچ لیتے کہ عنقریب کسی دوسرے موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرما دیں گے۔

۴:......یہ کہتے کہ ایمان وطاعت سے دنیوی مال ومتاع‘ عہدے ومناصب نہیں چاہئیں‘ بلکہ خدا کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہے اور ہماری تمام تر امیدیں اسی سے وابستہ ہیں۔

پیغام:

اپنا فائدہ حاصل ہو رہا ہے تو کسی کے قول وفعل کی تحسین اور اسے سراہنا‘ بصورت دیگر اسی شخص کو مطعون کرنا اور غیر منصف قرار دینا‘ قرآن کریم نے اس زمانے کے منافقین کی روش بیان کی ہے‘ مگر تجربات سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کے عام مسلمانوں کے حالات بھی اس سے مختلف نہیں ہیں۔ مادیت پرستی‘ حرص وطمع اور خود غرضی اس قدر غالب ہے کہ جب تک کسی سے مفادات وابستہ ہیں‘ تو اس سے تعلقات بھی استوار ہیں اور ان کے جائز وناجائز‘ حسین وقبیح فعل کی تائید بھی کرتے ہیں‘ اور اگر اپنے مفادات کو زک پہنچے‘ خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہو‘ مظنون‘ متوقع مراد کی برآوری نہ ہو‘ تو آن کی آن میں آدمی بدل جاتا ہے۔ تعریف وتعارف تو برطرف‘ شناسائی سے بھی انکار ہو جاتا ہے‘ خوبیاں‘ خرابیوں میں اور اچھائیاں‘ برائیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں‘ جائز ومستحسن کام بھی تنقید کا نشانہ بن جاتے ہیں‘ اور اپنے مفاد کی خاطر آنکھیں جس کیلئے فرش راہ تھیں‘ اب وہی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتا ہے‘ اور اچھا خاصا آدمی متہم ومطعون بن جاتا ہے‘ طعن وتشنیع کرنے والے شخص کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اس طرح اپنا دین برباد کر رہا ہے۔ اللّٰھم حفظنا منہ۔

☆☆......☆☆

مسجد کی تعمیر میں تعاون کیجئے

مسجد خاتم النبیّن

ومدرسہ ختم نبوۃ

زیراہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

سنگ بنیاد: امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** مدظلہ العالی

گمبٹ ضلع خیر پور میرس سندھ' مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے' احباب سے تعاون کی اپیل ہے

برائے رابطہ: **شیخ عبدالسمیع** ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ' ضلع خیر پور میرس

فون: 0243-640076 سیل: 0301-6685585

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت سے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون، 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ